جناب اختر راہی ایم۔اے

زرتشت اور اُن کی تعلیمات

جناب زردشت کی شخصیت اور تعلیمات سے متعلق مؤرخین اختلافِ رائے کا شکار رہیں ان کا کارنامہ حیات تو ایک طرف، ان کے زمانے کے تعین میں بھی اتفاق نہیں۔ قدیم تحریروں میں یونانی فلسفی افلاطون کے ہاں ان کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے کہ:۔

"ایرانی نوجوانوں کو ابن ہرمز تعلیم دیا کرتے تھے"

Dr. PREDEAX کی تحقیق کے مطابق زردشت (ZORAOSTER) شاہِ ایران دارا کے ہم عصر تھے یعنی ان کا زمانہ ۶۰۰ ق.م سے پہلے کا نہیں۔ گبن کی رائے یہ ہے کہ زردشت کا زمانہ دارا سے سینکڑوں نہیں ہزاروں سال پہلے کا ہے۔ چنانچہ بعض مورخین نے ان کا زمانہ ۶۳۵۰، ق.م متعین کیا ہے۔

موجودہ دَور میں بعض افراد نے چھ سو قبل مسیح اور چھ ہزار قبل مسیح کی طنابیں یہ کہہ کر ہلا دی ہیں کہ زردشت کسی فردِ واحد کا نام نہیں بلکہ یہ ایسے منصب کا اظہار ہے جس میں نبوت کا مفہوم پایا جاتا ہے اور آخری زردشت دارا کے زمانے میں گزرا ہے۔

اس صدی کے آغاز میں پروفیسر جیکسن (PROFESSOR JACICSON) نے زردشت اور ان کی تعلیمات پر ایک گراں قدر کتاب "LIFE OF ZORAOSTER" لکھی اور اس کتاب سے یہ واضح ہوا کہ زردشت کوئی افسانوی کردار نہیں بلکہ ایک زندہ تاریخی شخصیت ہے۔ ان ہی کی تحقیقات زیادہ قرین قیاس ہیں۔

زردشت میڈیا۔ شمال مغربی فارس کا باشندہ تھا۔ ساتویں صدی قبل مسیح کے نصف کے لگ بھگ

آسمانِ شہرت پر نمودار ہوا اور تقریباً ۵۸۳ ق۔م میں سترّ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اگرچہ زردشت کا وطن ایران تھا مگر دینِ زردشت کو ابتدائی کامیابی ایران سے باہر بلخ میں ہوئی۔ جب گشتاسپ اس دین میں شامل ہوا تو "الناس علی دین ملوکہم" کے مصداق لوگ جوق در جوق حلقۂ زردشت میں شامل ہونے لگے اور بہت جلد یہ دین بلخ اور ایران میں پھیل گیا۔

شہنشاہِ گشتاسپ کا بھتیجا سائرس اعظم اور بیٹا دارا دینِ زردشت کے پیروکار تھے۔ دارا کے ایمان و عقائد پر اصطخر کا قلمی کتبہ شاہد ہے۔ کتبہ میں یہ عبارت کندہ ہے:۔

"خدائے برتر آہورموزدہ ہے۔ اس نے زمین پیدا کی۔ اسی نے آسمان بنایا اور وہی ہے جس نے دارا کو بہتوں کا تنہا حکمران اور آئین ساز بنایا۔"

مولانا آزاد کے بقول:۔

"دارا اعلان کرتا ہے کہ آہورموزدہ نے اپنے فضل سے مجھے بادشاہت دی اور اسی کے فضل سے میں نے زمین میں امن و امان قائم کیا۔ میں آہورموزدہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے، میرے خاندان کو اور تمام ملکوں کو محفوظ رکھے۔ اے آہورموزدہ! میری دعا قبول کر۔

اے انسان! آہورموزدہ کا تیرے لیے حکم یہ ہے کہ برائی کا دھیان نہ کر، صراطِ مستقیم کو نہ چھوڑ۔ گناہ سے بچتا رہ۔"

دارا کے عہدِ حکومت میں فارس کے ۱۲۷ صوبوں کا سرکاری مذہب (STATE RELIGION) دینِ زردشت تھا۔

مقدس کتاب

دینِ زردشت کی مقدس کتاب "ژند اوستا" ہے۔ اصل نام "اوستا" ہے۔ "ژند" کا لفظ دو معنوں میں مستعمل ہے:۔

اوّلاً۔ ژند وہ زبان ہے جو پہلوی سے پیشتر رائج تھی۔ اس لحاظ سے "ژند اوستا" کے معنی ہیں "ژند زبان کی اوستا"

ثانیاً۔ ژند بمعنی تفسیر۔ اس لحاظ سے "ژند اوستا" سے مراد "اوستا کی تفسیر" ہے۔ ژند ایک مردہ

زبان ہے اب اوستا پہلوی زبان میں ہے۔ کتاب کی زبان یکساں نہیں۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچویں صدی قبل مسیح میں اس مذہب کے ستر فرقے موجود تھے اور ہر ایک کے پاس دوسرے انتہر[49] فرقوں سے جدا "اوستا" تھی اور ہر ایک کا دعوٰے تھا کہ اس کی اوستا اصلی ہے اور باقی سب کے پاس جعلی کتاب ہے۔ جب اختلافات حد سے گزر گئے اور اہلِ زردشت میں کوئی اتفاق نہ رہا تو شاہِ ایران اردشیر شاہ نے ان اختلافات کو مٹانے اور ایک ہی اوستا رائج کرنے کے لیے ایک کنونیشن طلب کیا۔ اس کنونیشن میں ایران کے طول وعرض سے اسّی ہزار مغ (پجاری) جمع ہوئے۔ ان میں سات مغ چنے گئے جو اپنے زہد وتقوٰے اور ریاضت وعبادت کی بنا پر اس کے مستحق تھے۔ گبن کے الفاظ میں:۔

"ان سات مغوں میں سے ایک مقدس نوجوان "اوردا دیرف" کو شراب کے تین پیالے پیش کئے گئے۔ اس نے انہیں پیا اور پھر گہری اور لمبی نیند سوگیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو اس نے بادشاہ اور حاضرین کو بتایا کہ اس نے کس طرح آسمانوں کی سیر کی —— مقدس دیوتاؤں کی اس سے ملاقات ہوئی۔ سامعین کے تشکیک آلود خیالات اس نوجوان کی ما فوق الفطرت شہادت کے سامنے دب گئے اور اس طرح زردشت کے مذہب کا ضابطہ قوانین مرتب کر دیا گیا۔"

یہ تھا اوستا کا جدید ایڈیشن۔ مگر یہ بھی تو محفوظ نہ رہ سکا۔ ایرانیوں کی افسانوی تاریخ کہتی ہے کہ "اوستا" بارہ ہزار بیلوں کی مدبوغ کھالوں پر آب زر سے لکھی ہوئی تھی، جو اسکندر کے حملہ اصطخر میں جل کر راکھ ہوگئی۔ بارہ ہزار بیلوں کی کھالوں کی روایت مبالغہ آرائی سے خالی نہیں ہے تاہم یہ حقیقت ہے کہ جس طرح بخت نصر کے حملۂ بیت المقدس میں تورات ضائع ہوگئی۔ اسی طرح سکندر کا حملہ "اوستا" کے مٹ جانے کا سبب بنا۔

سکندر کے حملہ سے مدتوں بعد ژند اوستا کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔ آخر پانچ سو سال بعد ساسانی حکومت وجود میں آئی تو ازسرِ نو مذہبی کتاب کی تدوین عمل میں آئی۔ جس میں اصل تعلیمات طرح طرح کی تحریفات سے مسخ ہو چکی تھیں اور موجودہ "اوستا" قدیم اباطیل واوہام اور زردشتی افکار کا معجونِ مرکب ہے۔ یہ مجموعہ ایران سے ہندوستان آیا اور آج "اوستا" سمجھا جاتا ہے۔

اس کتاب کے پانچ حصے ہیں :۔

۱۔ پاستا :۔ اس حصے میں قربانی اور اس سے متعلق دعاؤں کا ذکر ہے۔

۲۔ گاتھا :۔ اس حصے میں مذہبی قصائد شامل ہیں۔

۳۔ وسپرڈ :۔ زبور کی مانند حمد و ثنا بیان کی گئی ہے۔

۴۔ ونڈیڈاد :۔ اس حصہ کتاب میں ارواحِ خبیثہ سے مقابلے کی دعائیں اور طریقے بیان کیے گئے ہیں

۵۔ ایشٹ :۔ اس حصہ میں اکیس[21] بھجن ہیں جن میں فرشتوں اور قدیم ایرانی بہادروں کی مدح و ستائش کی گئی ہے۔

زردشتی عقائد

زردشت کے ظہور سے پہلے ایرانی باشندوں کے عقائد کی نوعیت وہی تھی جو ہندوستان میں آریاؤں کی رہ چکی ہے۔ یعنی ایرانی باشندے اپنے ہم نسل ہندوستانی آریاؤں کی طرح مظاہر پرستی میں مبتلا تھے اجرامِ فلکی میں سے سورج اور زمین پر آگ کی عظمت کا تصور پیدا ہوا کیونکہ تمام مادی عناصر میں سورج ہی حرارت کا سرچشمہ ہے۔ آگ کی پرستش کے لیے قربان گاہیں بنائی جاتی تھیں اور اس کے مجاوروں کا ایک مقدس گروہ پیدا ہو گیا تھا جو "موگوش" کہلاتا تھا۔ مولانا آزاد کے خیال میں موگوش عربی لہجہ میں مجوس بن گیا اور بعد میں یہی لقب آتش پرست کے معنوں میں مستعمل ہو گیا۔

زردشت نے مظاہر پرستی کی اس فضا میں خدا پرستی، روحانی سعادت و شقاوت اور آخرت کی زندگی کے تصورات پیش کیے۔

تصوّرِ توحید

ایرانی کئی دیوتاؤں کے نام لیوا تھے۔ ان میں سے بعض دیوتا صرف اچھائی اور بھلائی کے لیے مخصوص کر رکھے تھے۔ اور کچھ دیوتا بدی اور شیطنت کے ذمہ دار تھے۔ ان خیالی دیوتاؤں کے پرستش کرنے والوں کو وحدانیت کی دعوت دی کہ کائنات کا خالق صرف ایک ہے اور اس کی صفات تعداد میں چھ ہیں۔ ان میں سے زیادہ ممتاز صفات یہ ہیں۔ آشا (سچائی) داہومانا (پاکیزہ

زردشت نے چھوٹے بڑے بے شمار دیوتاؤں کی نفی کر کے ایک خالق اکبر کی عبادت کی دعوت دی مگر جلد ہی اس کے مذہب میں یہ دیوتا دوبارہ داخل ہو گئے۔ زردشت نے تصویر کشی اور مجسمہ سازی کی شدت سے ممانعت کر دی اور وحدانیت کی فضا قائم کی۔

موجودہ تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ زردشت کے نقطۂ نگاہ میں دنیا کی دو اصلیں یا خدا ہیں۔ ایک خیر کی اصل ہے وہ "آہورمزدا" کہلاتی ہے اور دوسری شر کی اصل ہے اور وہ "اینگرہ مینو" ہے۔ دونوں اصلیں باہم برسرِ پیکار ہیں۔ آہورمزدا خیر اور بھلائی تخلیق کرتی ہے جبکہ اینگرہ مینو برائی اور تاریکی کی خالق ہے۔ دونوں اصلیں اپنے اپنے کام میں منہمک ہیں۔ دنیا کے سٹیج پر کبھی ایک کامیاب ہوتی ہے اور کبھی دوسری۔ تاہم انسان کو خیر کی اصل یا خدا کی بندگی اختیار کرنی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ زردشت آہورمزدا کی عبادت ضروری قرار دیتا ہے۔ برائی کی اصل کی پرستش کی کوئی ضرورت نہیں۔ حالانکہ پیشتر ازیں کئی مذاہب میں بری روحوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے ان کی عبادت کی جاتی تھی۔

زردشت کا تصورِ آخرت

زردشت کی تعلیمات میں آخرت کی زندگی کا تصور نہایت واضح اور نمایاں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ،

"زندگی صرف اتنی ہی نہیں ہے جتنی اس دنیا میں گزرتی ہے۔ موت کے بعد ایک دوسری زندگی پیش آئے گی۔ اس زندگی میں دو عالم ہوں گے۔ ایک نیک اور اچھے لوگوں کے لیے اور دوسرا برے لوگوں کے لیے۔ بدکردار لوگوں کو سزا دی جائے گی اور ان پر آگ برسے گی۔ مگر نیک لوگ آرام سے آخرت کی زندگی گزاریں گے۔"

آخرت کے معاملات مثلاً پل صراط اور میزانِ عدل وغیرہ کے نظریات مسلمانوں کے نظریات سے ملتے جلتے ہیں۔

زردشت بقائے روح کا قائل ہے۔ انسان فانی ہے مگر اس کی موت کے بعد بھی روح باقی رہتی ہے اور ثواب و عذاب کے عالموں میں سے کسی ایک میں داخل ہوتی ہے۔

زردشت اور اخلاقیات

زردشت کی تعلیمات میں اخلاقی پہلو پر نسبتاً زیادہ زور دیا گیا ہے۔ کسی بھی انقلاب کے لیے

ضروری ہے کہ جو انقلابی جماعت تیار کی جائے اس کی سیرت و کردار بے داغ ہو۔ مصلحین نے اس پہلو کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔

زردشت کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ انسانی اعمال اس کے افکار و خیالات کا اظہار ہوتے ہیں اس لیے نیک خیالات کا لازمی نتیجہ نیک اعمال ہوں گے اور برے افکار گندے اعمال کو جنم دیں گے۔ زردشت نے آشا (صداقت) پر زور دیا ہے جس کی ضد کذب ہے۔

زردشت نے رہبانیت کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ وہ خود آخر دم تک کاشتکاری میں مصروف رہا۔ اس کا قول ہے:۔

"وہ زمین جو پڑی رہتی ہے وہ اچھی نہیں لگتی جس طرح بانجھ خوبصورت بیوی کو لوگ پسند نہیں کرتے۔ زمین کی کاشت اور مویشیوں کی پرورش بہت بڑی نیکی ہے۔"

ان تعلیمات کا نتیجہ یہ نکلا کہ زردشت نے ایک محنت کش خوشحال معاشرہ تیار کیا۔

زردشت اپنے پیروکاروں کو نظافت اور پاکیزگی کی بار بار تاکید کرتا ہے کہ جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ خیالات و افکار اور اعمال کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ لین دین میں صداقت برتی جائے اور ایسے مراسم ہرگز اختیار نہ کیے جائیں جو شہوانیت کو تیز کریں۔

زردشت کی اخلاقی تعلیمات میں رجائیت کا پہلو غالب ہے اور قنوطیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ دنیوی زندگی سے بیزار نہیں وہ طویل عمر کا خواہش مند رہا۔ زندگی خوشگوار بنانے کیلیے جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو پاکیزہ مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس کے لیے وہ عائلی زندگی کو ضروری قرار دیتا ہے ایک ایٹ میں ہے:۔

"وہ شخص جس کی بیوی ہے اس شخص سے بدرجہا بہتر ہے جس کی بیوی نہیں، اور ایسا شخص جو خاندان رکھتا ہے اس سے کہیں بہتر ہے جس کا اپنا خاندان نہ ہو، مالدار شخص مفلس و قلاش سے بدرجہا افضل ہے۔"

مالی امداد پر زور دیا گیا ہے وہ لوگ جو مالدار ہیں ان کے لیے لازمی ہے کہ وہ نادار اور بے آسرا لوگوں کی دستگیری کریں۔ موذی جانوروں کا قتل بھی نیکی کا کام ہے۔

(بقیہ بر صفحہ ۴۴)